جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء حق درج ذیل مسئلہ کے بارے میں۔
کیا صلوۃ التسبیح با جماعت ادا کرنا صحیح ہے اسی طرح کیا تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے؟
نیز مجدد سے کیا مراد ہوتی ہے حدیث میں ذکر ہے کہ ہر سو سال میں ایک مجدد آئے گا جو دین کو پھر سے زندہ کرے گا۔ پچھلی صدی میں مجدد کون تھے؟
یزید کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے اور اسی طرح کیا کسی فاسق و فاجر پر لعنت کرنا درست ہے؟ تمام سوالات کے جواب مفصل اور باحوالہ درکار ہیں۔

والسلام المستفتی

دار الافتاء ٥٢/٧١٥

عرفان احمد خان
ملیر کالا بورڈ کراچی

الجواب حامدا ومصلیا

صلاۃ التسبیح اور تہجد کی نماز نفل ہے ان کی جماعت میں اگر امام کے علاوہ ایک یا دو آدمی ہوں تو ان کو جماعت سے ادا کرنا بلاشبہ جائز ہے اور اگر امام کے علاوہ تین آدمی ہوں تو اختلاف ہے اور اگر امام کے علاوہ تین سے زائد مقتدی ہوں تو ان کو جماعت سے ادا کرنا بالاتفاق مکروہ یعنی ناجائز ہے۔

فی التاتارخانیۃ: ۱/۶۷۰
ولا یصلی تطوعا بجماعۃ الا قیام رمضان وحکی عن شمس الائمۃ السرخسیؒ ان التطوع بالجماعۃ علی سبیل التداعی (مکروہ) اما لو اقتدی واحد بواحد او اثنان بواحد لا یکرہ واذا اقتدی ثلاثۃ بواحد ذکرھو رحمہ اللہ ان فیہ اختلاف المشائخ قال بعضھم یکرہ وقال بعضھم لا یکرہ واذا اقتدی اربع بواحد کرہ بلا خلاف

فی حلبی کبیر: ۴۰۸
وھذا لان صلوۃ النفل غیر التراویح ونحوھا بالجماعۃ انما یکرہ اذا کان الامام والمقتدی معا متنفلین بہ وکان علی سبیل التداعی بان یجتمع جمع کثیر فوق الثلثۃ حتی لو اقتدی بہ واحد او اثنان لا یکرہ وفی الثلثۃ اختلاف المشائخ وفی الاربعۃ یکرہ اتفاقا ذکرہ فی الکافی

(جاری ہے)

فی الدر المختار : ۲/۴۸

(ولا یصلی الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) ای یکره ذلک علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد کما فی الدرر.

فی الشامیة : ۲/۴۹

اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلا یکره وثلاثة بواحد فیه خلاف بحر عن الکافی.

کذا فی البحر : ۲/۷۰ — کذا فی الطحطاوی : ۱/۵۲۳

کذا فی الهندیة : ۱/۸۳ — کذا فی حلبی کبیر : ۴۳۲

کذا فی البدائع : ۱/۲۸۰ — کذا فی الخلاصة : ۱/۶۳

فی مکتوبات مجدد الف ثانیؒ : مکتوب ۱۳۱

ونماز تہجد را بجماعت میگزارند اطراف وجوانب درآنوقت مردم از برای نماز تہجد جمع میگردند وبجمعیت تمام ادا مینمایند واین عمل مکروہ است بکراہۃ تحریمیہ جمعی از فقہاء کہ تداعی شرط کراہیت داشتہ اند.

فی فتاوی رشیدیة : ۲۹۹

جماعت نوافل کی سوائے ان مواقع کے کہ حدیث سے ثابت ہیں مکروہ تحریمہ ہے۔ فقہ میں لکھا ہے کہ اگر تداعی ہو اور مراد تداعی سے چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے پس جماعت صلوٰۃ کسوف، تراویح، استسقاء کی درست اور باقی سب مکروہ ہیں۔

۲ — مجدد ایسے عالم باعمل، متقی، پرہیزگار شخص کو یا علماء کی ایسی جماعت کو کہتے ہیں جس کی تقریر و تحریر سے اور جس کی کوشش سے بدعات کا ازالہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں زندہ ہوں، اور مجدد ہر صدی کے شروع میں ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور علماء کی جماعت بھی ہو سکتی ہے لہذا مجدد ہر سو سال کے شروع میں ایک ایسا عالم باعمل، متقی، پرہیزگار شخص ہوتا ہے یا علماء کی ایسی جماعت ہوتی ہے جس کی کوشش سے بدعات کا ازالہ ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں زندہ ہوتی ہیں۔ (ماخوذ فتاوی رشیدیہ ۱۵۹)

فی المشکوة : ۱/۳۶

عن ابی هریرة فیما اعلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله عز وجل یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها.

(جاری ہے)

فی المرقاة : ١/ ٥٠٦

تحت قوله "دينها" اى يبين السنة من البدعة ويكثر العلم ويعز اهله ويقمع البدعة ويكسر اهلها. قال صاحب جامع الاصول : وقد تكلم العلماء فی تاويله وكل واحد اشار الى العالم الذی هو فی مذهبه و حمل الحديث عليه والاولى الحمل على العموم فان لفظة من تقع على الواحد والجمع ....

والاظهر عندی والله اعلم ان المراد بمن يجدد ليس شخصا واحدا بل المراد به جماعة يجدد كل احد فی بلد فی فن او فنون من العلوم الشرعية ما تيسر له من الامور التقريرية او التحريرية ويكون سببا لبقائه وعدم اندراسه وانقضائه الى ان يأتی امر الله ولاشك ان هذا التجديد امر اضافی اهـ.

وكذا فی بذل المجهود : ١٧/ ٢٠١

يزيد يا کسی بھی فاسق وفاجر مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے :-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے کیلئے نہ تو خدا کی لعنت کی بددعا کرو. نہ خدا کے غضب کی اور نہ جہنم میں جانے کی بددعا کرو"

فی المشكوة : ٢/ ٤١٣

عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بغضب الله ولا بجهنم .

فی المرقاة : ٨/ ٥٩٢

تحت هذا الحديث "اى لا يلعن بعضكم بعضا فلا يقل احد لمسلم معين عليك لعنة الله مثلا"

فی الشامية : ٣/ ٤١٦

اقول : حقيقة اللعن المشهورة هی الطرد عن الرحمة، وهی لا تكون الا لكافر ولذا لم تجز على معين لم يعلم موته على الكفر بدليل وان كان فاسقا متهورا كيزيد على المعتمد .

فی شرح العقائد : ١١٦

انما اختلفوا فی يزيد بن معاوية حتى ذكر فی الخلاصة وغيرها انه لا ينبغی اللعن عليه ولا على الحجاج لان النبی صلى الله عليه وسلم نهى عن لعن المصلين ومن كان اهل القبلة

فی شرح فقه اكبر لملا على قاری : ٨٧

وقال القونوی فی شرح عمدة النسفی ولا يلعن صاحب الكبيرة

(جاری ہے)

لان ایمانه معه ولم ینقص بارتکابه الکبیرة والمؤمن لا یجوز لعنه

ولا یخفی ان ایمان یزید محقق ولا یثبت کفره بدلیل ظنی فضلا

عن دلیل قطعی فلا یجوز لعنه بخصوصه.

وکذا فی الخلاصة: ۲/۳۹۰ - واللہ اعلم بالصواب

فہیم اشرف عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۱ / ۵ / ۲۵ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۲۱-۵-۱۴۲۵ھ

نائب مفتی

الجواب صحیح

اصغر علی

۲۱ جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ

دار الافتاء

۸۲/۲۱۵

۲۵/۵/۲۱